ددھیالی و ننھیالی رشتہ دار خواتین کے حوالے سے اسوہ رسول ﷺ

The Holy Prophet PBUH's Connection with The Females of Maternal & Paternal Family

Dr. Shaista Jabeen
Assistant Professor,
Govt. Graduate College for Women Jhang Sadar
Email: shaista.sadhana@gmail.com

Abstract

The importance of family stems from its significant role, namely the making of an individual who benefits himself and others. The family gives a rise and to provides a fertile ground for sound individuals. The family is the basic block for building block of a larger society which itself is formed from the total sum of all the families put together. The family shapes individuals, both men and women, and builds values nourished by guidance, support, encouragement, and so forth. The extended family structure from both parents side has many benefits, including strength, consistency, and physical and psychological support, especially in times of need. The extended family unit also provides emotional and spiritual companionship for all the members. This article will deal with Prophetic teaching and practice regarding His connections with the maternal & paternal families especially with female relatives, so we can educate ourselves about the importance and beauty of these relationships in our lives. The Holy Prophet PBUH took care of all his relationship whether they were close or far off relatives throughout the life and set a best example for his followers. The purpose of this article is to get awareness about our precious relationships so that we can be able to nourish them.

Keywords: Relations, care, gratitude, family, Prophetic teachings

موضوع کا تعارف:

ہر سلیم الفطرت اور نیک شخص اپنے خاندان کے لوگوں میں جن میں اس کے والدین، آباء و اجداد اور قریبی اعزہ جیسے چچا، پھوپھی، تایا، تائی، خالہ اور ان کی اولادوں سے محبت اور ممنونیت کے جذبات رکھتا ہے۔ کوئی فرد اخلاق کے جس قدر بلند معیار پر ہو گا۔ وہ خود سے وابستہ ہر رشتے کا بہترین خیال رکھنے والا ہو گا۔ اور اگر یہ عام شخص اور نبی کے ارفع و اعلیٰ مقام کا معاملہ ہو گا تو یقیناً نبی کریم ﷺ کے اخلاق کی برابری کا سوچنا بھی کسی بشر کے لئے ممکنات میں سے نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ اپنے ہر رشتے کے بارے میں بہت حساس اور محبت و شفقت کا

معاملہ فرمانے والے تھے۔ والدین سے محرومی کی وجہ سے آپ ﷺ کے دادا، چچا اور پھوپھیاں آپ کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ اس محبت میں بڑا کمال آپ کی حسنِ صورت، حسنِ سیرت اور نرالی عادات و اطوار کا بھی تھا کہ آپ کو اپنے خاندان کے سب رشتہ داروں کی طرف سے غیر معمولی محبت اور لاڈ پیار ملا۔ آپ ﷺ کو اپنے ان رشتوں کا ہمیشہ پاس رہا اور بطور خاص اپنے خاندان کی خواتین کے جذبات و احساسات اور ضروریات کا ہمیشہ خیال رکھا۔ آپ ﷺ کی جن پھوپھیوں نے آپ کی نبوت کا زمانہ پایا، ایمان کی دولت سے سرفراز ہوئیں۔ ان کا، ان کی صاحبزادیوں کا آپ نے ہمیشہ خیال رکھا۔ آپ ﷺ کے عمام کی صاحبزادیوں کے حوالے سے بھی آپ کا یہی طرزِ عمل رہا۔ نبی کریم ﷺ کے اعمام کی تعداد میں مؤرخین کا اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک ان کی تعداد نو، بعض نے دس اور بعض نے بارہ قرار دی ہے۔ ان بارہ کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

۱۔ حارث ۲۔ ابو طالب ۳۔ زبیر ۴۔ حمزہ ۵۔ عباس ۶۔ ابولہب

۷۔ غیداق ۸۔ مقوم ۹۔ ضرار ۱۰۔ قثم ۱۱۔ عبد الکعبہ ۱۲۔ حجل [1]

بعض مؤرخین نے مقوم کا ذکر نہیں کیا۔ ان کے مطابق عبد الکعبہ کا نام ہی مقوم ہے۔ اس طرح ان کے مطابق اعمائے رسول ﷺ کی تعداد گیارہ ہے۔ جبکہ دس کا قول بھی نقل کیا گیا ہے۔ اس قول میں غیداق اور حجل کو شامل نہیں کیا گیا۔ بعض نے قثم کو شامل نہ کر کے تعداد نو بیان کی ہے۔

ضرورت و اہمیت:

حضرت ابو طالب رسول اللہ ﷺ کی والد محترم حضرت عبد اللہ کے جڑواں بھائی تھے۔ آپ ﷺ کی دادا کے انتقال کے بعد آپ کی کفالت کی ذمہ داری انہوں نے ہی ادا فرمائی تھی۔ ان کے ہاں چار بیٹے اور دو بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ ان کی اولاد میں سب سے بڑا بیٹا طالب حالتِ کفر میں ہی مرا۔ باقی اولاد جس میں حضرت عقیلؓ، حضرت جعفر طیارؓ، حضرت علیؓ جو بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے اور بیٹیوں میں حضرت ام ہانیؓ جن کا نام فاختہ یا عاتکہ تھا اور ان کی کنیت بیٹے کے نام پر تھی اور حضرت جمانہ شامل ہیں۔ مذکورہ بالا تمام میں سے مستند و متفق علیہ روایات کے مطابق صرف حضرت حمزہؓ اور حضرت عباسؓ کو قبولِ اسلام کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت عباسؓ کے دس بیٹے تھے اور ان کے یہاں کوئی صاحبزادی نہ تھیں۔ حضرت حمزہؓ کو نبی کریم ﷺ سے نسبتِ قرابت اور رشتہ رضاعت کے دوہرے اعزاز حاصل تھے۔ اس کے علاوہ آپ ﷺ اور حضرت حمزہؓ کے درمیان ایک تیسرا رشتہ بھی تھا۔ حضرت حمزہؓ کی والدہ محترمہ کا اسم گرامہ ہالہ بنت اہیب بن عبد مناف بن زہرہ ہے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی والدہ ماجدہ بی بی آمنہؓ کی چچازاد بہن تھیں۔ الروض الانف میں مذکور ہے: وامہ هالة بنت اهيب بن عبد مناف بن

زھرۃ و اھیب عم آمنۃ بنت وھب تزوجھا عبد المطلب، و تزوج ابنہ عبد اللہ آمنۃ فی ساعۃ واحدۃ فولدت ھالۃ لعبد المطلب حمزۃ فقلدت آمنۃ لعبد اللہ رسول اللہ ﷺ، ثم ارضعتھما ثوبیۃ۔

سیدنا حمزہؓ کی والدہ حضرت ہالہ بنت اھیب بنت عبد مناف بن زہرہ ہیں اور حضرت اہیب سیدہ آمنہؓ بنت وھب کے چچا ہیں۔ حضرت عبد المطلب نے حضرت ہالہ سے نکاح کیا اور اس زمانہ میں آپ کے صاحبزادے سیدنا عبد اللہ نے بی بی آمنہؓ سے عقد فرمایا۔ حضرت ہالہ کے بطن سے سیدنا حمزہ پیدا ہوئے اور حضرت آمنہؓ کے بطن سے نبی کریم تولد ہوئے۔ پھر حضرت ثویبہؓ نے ان دونوں کو دودھ پلانے کی سعادت حاصل کی۔[2]

حضرت حمزہؓ کی تین صاحبزادیاں تھیں۔ ایک کا نام حضرت امامہ یا عمارہ جنہیں امۃ اللہ بھی کہا جاتا ہے، دوسری کا نام حضرت ام الفضل اور تیسری کا نام حضرت فاطمہ تھا۔[3]

حضرت حمزہؓ کی اہلیہ حضرت سلمیٰ بنت عمیسؓ بھی ابتدائی دور میں ایمان لانے والوں میں تھیں۔ انہوں نے مکہ معظمہ میں عدوت دین کے دوران پیش آنے والے واقعات کو بچشم خود ملاحظہ کیا اور اپنی بہن اسماء بنت عمیس اور ان کے شوہر حضرت جعفر طیارؓ کو حبشہ ہجرت کرتے دیکھا۔ حضرت سلمیٰ نے خود بھی حضرت حمزہؓ کے ہمراہ مدینہ ہجرت کی۔ غزوہ احد میں حضرت حمزہؓ کی شہادت کے بعد انہوں نے ایک صحابی شداد بن الھاد الحیثی سے شادی کر لی۔ وہ اپنے شوہر کے ساتھ مکہ مقیم ہو گئیں اور ان کی صاحبزادی ضد کر کے نبی کریمؐ کے ہمراہ مدینہ چلی گئیں جہاں انہوں نے نبی کریمؐ کی سرپرستی میں اپنے خالو حضرت جعفر طیارؓ اور خالہ حضرت اسماء بنت عمیسؓ کے گھر میں پرورش فرمائی اور ان کے بڑے ہونے پر نبی کریمؐ نے ان کی شادی ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ کے صاحبزادے سلمہ بن ابی سلمہؓ سے کر دی۔

روایات کے مطابق نبی کریم ﷺ کی چھ پھوپھیاں تھیں۔ ۱۔ ام حکیم بیضاء بنت عبد المطلب ۲۔ عاتکہ ۳۔ برہ ۴۔ امیمہ ۵۔ ارویٰ ۶۔ صفیہ۔ نبوت سے قبل اور نبوت کے بعد آپ ان کے گھروں میں ملاقاتوں اور زیارتوں کے لئے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ پھوپھیوں کی زندگی بھر یہ سلسلہ جاری رہا اور ان کی وفات کے بعد ان کی اولاد بالخصوص پھوپھی زاد بہنوں سے بھی قرابت کا تعلق قائم رہا اور ان کی بھی وقتاً فوقتاً ملاقات کو جا نا روایات سے ثابت ہوتا ہے۔ بعثت کے بعد جب قریب ترین رشتہ داروں کو دعوت دینے کا حکم ہوا تو انہی پھوپھیوں نے آپ ﷺ کو دعوت دین کے لئے سب کو کھانے پر جمع کرنے کی راہ سجھائی۔ آپ نے ان کے ہی مشورے سے پینتالیس یا اس سے بھی زیادہ مردان بنو عبد مناف کو ایک گھر میں جمع کیا تھا۔ پھوپھیوں نے دو اور بھی مشورے دیئے جنہیں آپ نے مان لیا کہ پہلے خواتین کو جمع نہ کیا جائے کہ وہ اپنے مردوں کے تابع ہوتی ہیں، آپ نے یہ مشورہ

صائب جان کر مان لیا۔ ان کا دوسرا مشورہ یہ تھا کہ ابو لہب کو دعوت میں نہ بلایا جائے کہ وہ کوئی بھی فساد کھڑا کر سکتا تھا۔ یہ مشورہ آپ نے قبول نہیں فرمایا۔ ایک دعوت نتیجہ خیز نہیں رہی تو آپ نے پھوپھیوں کی مشاورت سے دوسری دعوت کی جو نتائج کے اعتبار سے پہلی دعوت سے بہتر ثابت ہوئی۔ [4]

حضرت صفیہؓ، حضرت عبد المطلب کی دختر تھیں۔ والدہ کا نام ہالہ بنت وہیب تھا۔ وہیب بن عبد مناف نبی کریم ﷺ کی والدہ کے چچا تھے۔ اس رشتے سے حضرت صفیہؓ آپ کی خالہ زاد بھی تھیں۔ [5]

حضرت صفیہؓ نبی کریم ﷺ کی خالہ زاد بہن بھی تھیں اور پھوپھی بھی۔ آپؓ سید الشہداء حضرت حمزہؓ کی اخیافی بہن تھیں۔ حضرت صفیہؓ کا پہلا نکاح ابو سفیان بن حرب کے بھائی حارث بن حرب سے ہوا۔ جس سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اس کے انتقال کے بعد آپ کا نکاح حضرت خدیجہؓ کے بھائی عوام بن خویلد سے ہو گیا۔ [6]

آپؓ عشرہ مبشرہ میں شامل حضرت زبیر بن العوام کی والدہ تھیں۔ جب نبی کریم ﷺ نے اعلان نبوت کیا اور لوگوں کو دعوت حق دینے کا آغاز کیا تو حضرت صفیہؓ اس پکار پر لبیک کہتے ہوئے السابقون الاولون میں شامل ہوئیں۔ اس وقت حضرت زبیرؓ کی عمر مبارک سولہ سال تھی۔ وہ بھی اپنی والدہ کے ساتھ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ روایات کے مطابق آپ ﷺ کی تمام پھوپھیوں میں یہ شرف صرف حضرت صفیہؓ کو حاصل ہے کہ وہ مسلمان ہوئیں۔ آپؓ نہایت زیرک، بہادر اور صابرہ خاتون تھیں۔ آپؓ کو شاعری میں بھی ملکہ حاصل تھا۔ کتب سیرت میں آپؓ کے فصیح و بلیغ مرثیوں کا ذکر ملتا ہے۔ [7]

علامہ ابن اثیرؒ لکھتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی پھوپھیوں میں سے حضرت صفیہؓ کے قبولِ اسلام میں کوئی اختلاف نہیں ہے، جبکہ عاتکہ اور اروٰی کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ حضرت صفیہؓ نبی کریم کے حواری اور ہم زلف حضرت زبیر بن العوام کی والدہ تھیں اور ان کے ساتھ ہی رہتی تھیں۔ اس خاندان سے گوناگوں تعلقاتِ قرابر و قربت کے سبب آنحضرت ﷺ اکثر ان کی زیارت کے لئے حضرت زبیرؓ کے گھر تشریف لے جایا کرتے تھے۔ [8]

حضرت صفیہؓ نہایت بہادر اور شیر دل خاتون تھیں۔ آپؓ نبی کریمؐ سے حد درجہ محبت رکھتی تھیں۔ آپؓ نہ صرف لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کرتیں بلکہ عملی طور پر بھی معرکوں میں شریک ہوتی تھیں۔ ہشام بن عروہؓ روایت کرتے ہیں: غزوہ احد میں جب مسلمان شکست کھا کر بھاگے تو آپؓ نیزہ لے کر لوگوں کو روکنے لگیں اور کہنے لگیں: تم رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر بھاگ رہے ہو؟ [9]

اسی طرح انہوں نے غزوہ خندق میں بھی اپنی شجاعت کے جوہر دکھائے۔ غزوہ خندق کے موقع پر جب مجاہدین کفار کے مقابلے کے لئے صف بندی کئے ہوئے تھے اور خواتین و بچوں کو ایک محفوظ مقام پر اکٹھا کر دیا گیا تھا

تو ایک یہودی چپکے سے تلوار لے کر ان پر حملہ آور ہو گیا۔ اس پر حضرت صفیہؓ اکیلی اس پر جھپٹ پڑیں اور خیمہ کی چوب اکھاڑ کر اس کا خاتمہ کر دیا۔ پھر اسی کی تلوار سے اس کا سر قلم کر کے قلعہ سے باہر پھینک دیا۔ یہ دیکھ کر یہودی جو خواتین و بچوں کو تنہا جان کے حملے کے لئے گھات لگائے ہوئے تھے، وہ بھاگ نکلے کہ مسلمان سپاہی ان کی حفاظت کے لئے موجود ہیں۔[10]

نبی کریم ﷺ کو ان کے جذبات واحساسات کا اس قدر پاس رہتا تھا کہ جب غزوہ احد میں ان کے حقیقی بھائی سید الشہداء حضرت حمزہؓ شہید ہوئے اور ان کے جسم کا مثلہ کیا گیا تو نبی کریم ﷺ نے اپنے پھوپھی زاد بھائی اور حضرت صفیہ کے بیٹے حضرت زبیر کو منع کیا کہ میری پھوپھی کو چچا کے جسدِ خاکی کی زیارت مت کرنے دینا۔ وہ اپنے بھائی کی لاش کا یہ حال دیکھ کر رنج و غم میں ڈوب جائیں گی۔ مگر حضرت صفیہؓ بے قرار ہو کر اپنے بھائی کے جسد کے پاس پہنچ گئیں اور حضور اکرم ﷺ سے خصوصی اجازت لے کر حضرت حمزہؓ کے جسد کو دیکھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور نہایت صبر سے فرمایا کہ میں خدا کی راہ میں اس قربانی کو بڑی قربانی نہیں سمجھتی۔ پھر مغفرت کی دعا کرتی وہاں سے چلی آئیں۔[11]

اس سارے واقعے میں کچھ باتیں نبی کریم ﷺ کی اپنی پھوپھی کے ساتھ خصوصی محبت و الفت کو ظاہر کرتی ہیں۔ آپ ﷺ کو ان کی اپنے بھائی کے ساتھ محبت کا عالم معلوم تھا اور جانتے تھے کہ بھائی کی لاش کی بے حرمتی ان پر گراں گزرے گی، اس لئے انہیں جسدِ خاکی دیکھنے سے روکنے کو کہا۔ پھر حضرت زبیرؓ سے یہ نہیں کہا کہ اپنی والدہ کو ماموں کی لاش کی زیارت مت کرنے دینا، بلکہ فرمایا کہ میری پھوپھی کو میرے چچا کی لاش کی زیارت مت کرنا۔ میری پھوپھی کہہ کر ان کے جذبات کا خیال کرنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ آپ ﷺ کو اپنے خاندان کی خواتین کی دلجوئی کا کس قدر پاس تھا۔ حضرت صفیہؓ کا حوصلہ اور ہمت بھی خانوادہ رسول کے تعلق کا آئینہ دار ہے کہ جان سے پیارا بھائی جس کی شجاعت اور بہادری ضرب المثل تھی، وہ اس حال میں آیا ہے کہ جسم کا مثلہ کیا گیا ہے مگر وہ قوتِ ایمانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کسی بے صبری کا مظاہرہ نہیں کرتیں۔

جب نبی کریم ﷺ کا وصال ہوا تو صحابہ کرامؓ کی مانند حضرت صفیہؓ پر بھی غم واندوہ کا پہاڑ ٹوٹ پڑا اور انہوں نے نہایت دل سوز مرثیے کہے۔ حضرت صفیہؓ نے حضرت عمر فاروقؓ کے دورِ خلافت میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ خواتین اسلام میں سب سے پہلے مشرکین کو قتل کرنے کا شرف بھی حضرت صفیہؓ کے پاس ہے۔[12]

عاتکہ بنت عبد المطلب یہ نبی کریم ﷺ کی دوسری پھوپھی تھیں۔ ان کے قبول اسلام کے حوالے سے علماء میں اختلاف ہے۔ ابو عبد اللہ نے لکھا ہے کہ بقول اکثر علماء کے، انہوں نے اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ ابن فتحوں نے

الاستیعاب کے تتمہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کے اس شعر سے ان کے اسلام کا استدلال کیا ہے جو انہوں نے نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی تعریف میں کہا تھا اور جس میں آپ کے وصفِ نبوت کی تعریف کی تھی۔ دار قطنی نے لکھا ہے: یہ اشعار کہتی تھیں جن میں آپ کی تصدیق کرتی تھیں۔ ابن سعد نے لکھا ہے کہ انہوں نے مکہ مکرمہ میں اسلام قبول کیا اور مدینہ کی طرف ہجرت کی تھی۔[13]

یہ ابو امیہ بن مغیرہ کی زوجہ تھیں۔ ان کے ہاں عبد اللہ اور زہیر دو صاحبزادے پیدا ہوئے۔ یہ باپ کی طرف سے حضرت ام سلمہؓ کے بھائی تھے۔[14]

امیمہ بنت عبد المطلب کے قبول اسلام میں بھی اختلاف ہے۔ ابن سعد کے علاوہ کسی نے ان کا تذکرہ نہیں کیا۔ انہوں نے لکھا ہے کہ نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے انہیں غزوہ خیبر کے موقع پر چالیس وسق کھجوریں عنایت فرمائی تھیں۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب آپ نے ان کی صاحبزادی حضرت زینبؓ سے نکاح فرمایا۔ وہ جحش بن رباب الاسدی کی زوجیت میں تھیں۔[15]

ان کے ہاں عبد اللہ، عبید اللہ، ابو امیہ، زینب، ام حبیبہ اور حمنہ پیدا ہوئیں۔ ان سب نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ تینوں بیٹوں نے سرزمین حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ وہاں جا کر عبید اللہ نصرانی ہو گیا۔ اسی کی زوجہ حضرت رملہ بنت ابی سفیان تھیں جو اس کے مرتد ہونے پر اس سے جدا ہو گئیں۔

ام حکیم البیضاء بنت عبد المطلب یہ کریز بن ربیعہ کی زوجیت میں تھیں اور بیضاء کے لقب سے معروف تھیں۔ یہ نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے والد حضرت عبد اللہ کی سگی بہن تھیں۔ اور نبی کریم کے حقیقی چچاؤں حضرت ابو طالب اور حضرت زبیر کی بھی بہن تھیں۔[16]

ان کی اولاد میں سے ایک صاحبزادوں عامر، طلحہ کا تذکرہ ملتا ہے۔ عامر فتح مکہ کے دن دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ وہ حضرت عثمانؓ کے دور خلافت تک حیات رہے۔ ان کے صاحبزادے عبد اللہ کو ان کی غیر معمولی صلاحیتوں کی وجہ سے محض چوبیس برس کی عمر میں حضرت عثمانؓ نے عراق اور خراسان کا والی مقرر فرمایا۔ ایک بیٹی کا نام ام طلحہ اور دوسری صاحبزادی حضرت اروىٰ بنت کریز تھیں جو حضرت عثمان بن عفانؓ کی والدہ تھیں۔ ام حکیم بیان کرتی ہیں کہ جب میں نے اپنی بیٹی کو اروىٰ کو جنم دیا تو اس سے کچھ دیر پہلے ایک خواب دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے۔ 'ایک عظیم سردار، پختہ عزائم والا، بردبار، خوبرو، جودوسخا کا دھنی اور معزز فرد ام حکیم کے پیٹ میں ہے'۔ جب اروىٰ جوان ہوئیں تو ان کی شادی عفان بن ابی العاص سے ہوئی جن سے حضرت عثمانؓ اور ان کی بہن آمنہ پیدا ہوئے۔ عفان کی وفات انہوں نے عقبہ بن ابی معیط سے شادی کی جن سے ان کے یہاں ولید، عمارۃ، خالد، ام کلثوم، ام حکیم اور ہندہ پیدا ہوئے۔[17]

ام حکیم کا خواب حضرت عثمانؓ کی صورت پورا ہوا کہ وہ بردبار، عظیم المرتبت سردار اور جود و سخا کے دھنی تھے۔ تاریخی واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریمؐ کی پھوپھی زاد بہن حضرت اروٰی بنت کریز مہمان نوازی کے حوالے سے مشہور تھیں۔ جب حضرت عثمانؓ نے اسلام قبول کیا تو ان کے شوہر عتبہ بن ابی معیط نے انہیں شکایت کی کہ آپ کا بیٹا عثمانؓ، حضرت محمدؐ کی مدد کرتا ہے۔ تو انہوں نے بے ساختہ کہا بھلا ہم سے زیادہ کون ان کے (نبی کریمؐ) کے قریب ہے۔ ہماری جانیں اور مال دونوں ان پر قربان۔ حضرت اروٰی خود بھی زیادہ دن اسلام سے دور نہ رہ سکیں اور اسلام قبول کر کے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ حضرت عثمانؓ کو اپنی والدہ کے قبولِ اسلام پر بہت خوشی ہوئی۔ حضرت اروٰی کو صحابیاتِ رسولؐ میں نمایاں مقام حاصل تھا۔ وہ نہ صرف نبی کریمؐ کی پھوپھی زاد بہن تھیں بلکہ انہیں آپؐ کی دو صاحبزادیوں کی خوش دامن بننے کا اعزاز بھی نصیب ہوا۔ حضرت اروٰی نے طویل عمر پائی اور اپنے بیٹے حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں انتقال فرمایا۔[18]

برہ بنت عبد المطلب، ابی رہم بن عبد العزیٰ کی زوجہ تھیں۔ بعد میں ان کا نکاح عبد اللہ بن ھلال مخزومی سے ہوا جن سے ان کے ہاں وہ حضرت ابو سلمہؓ پیدا ہوئے جن کی وفات کے بعد نبی کریم ﷺ نے حضرت ام سلمہؓ سے نکاح فرمایا۔[19]

اروٰی بنت عبد المطلب: ابن اسحٰق نے لکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی پھوپھیوں میں سے صرف حضرت صفیہؓ نے اسلام قبول کیا۔ عقیلی نے حضرت اروٰی کو صحابیات میں شمار کیا ہے۔ محمد بن عمر نے ان کے اسلام کا قصہ لکھا ہے: یہ عمر بن قصی کی زوجیت میں تھیں۔ ان کے ہاں طلیب پیدا ہوئے۔ بعد میں انہوں نے کلدہ بن عبد مناف سے نکاح کر لیا۔ طلیب نے اسلام قبول کر لیا۔ یہی اپنی والدہ کے اسلام لانے کا سبب بنے۔ ابن عمر نے لکھا ہے کہ حضرت طلیب نے دار ارقم میں اسلام قبول کیا، پھر والدہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ میں نے محمد عربی ﷺ کی اتباع کر لی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے میں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ انہوں نے کہا بخدا! یہ حق ہے کہ تم اپنے ماموں کے بیٹے کا بوجھ اٹھانے لگے ہو۔ بخدا اگر ہم لوگوں کی طرح طاقتور ہوتے تو ان کا دفاع کرتے۔ حضرت طلیب نے کہا کہ پھر آپ ایمان کیوں نہیں لاتیں اور ان کی اتباع کیوں نہیں کر لیتیں؟ جبکہ آپ کے بھائی حمزہ نے بھی اسلام قبول کر لیا ہے۔ انہوں نے کہا: میں دیکھوں گی کہ میری بہنیں کیا کرتی ہیں، پھر میں ان میں سے ایک بن جاؤں گی۔ ان کے بیٹے نے کہا: میں آپ کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جائیں اور اسلام کی گواہی دے دیں۔ انہوں نے کہا: میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد عربی ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

ابن عبد البرؒ نے ان کے حوالے سے لکھا ہے: یہ زبان سے نبی کریم ﷺ کی حفاظت کرتی تھیں اور لوگوں کو آپ ﷺ کی نصرت اور مدد کے لئے اُبھارتی تھیں۔ ان کے لڑکے طلیب جو اسلام کے ابتدائی دور میں ہی ایمان لا چکے تھے۔ ایک بار نبی کریمؐ کے ساتھ موجود تھے تو ابو جہل، ابو لہن، عقبہ اور بعض دوسرے افراد نے زبان درازی کے بعد دست درازی شروع کر دی۔ حضرت طلیبؓ نے آگے بڑھ کر ابو جہل کو زخمی کر دیا تو مشرکین نے انہیں پکڑ کر باندھ دیا۔ بعض لوگ یہ خبر لے کر ان کی والدہ اروٰی بنت عبد المطلب کے پاس پہنچے اور کہا: ذرا اپنے بیٹے کی حماقت تو دیکھو، محمدؐ کے پھیر میں آکر لوگوں کے جور و ستم کا نشانہ بن گیا ہے۔ انہوں نے جواب دیا:

خير ايام طليب يوم يدب عن ابن خاله و قد جاء بالحق من عند الله

وہ دن کہ جن میں طلیب نے اپنے ماموں زاد کی حمایت کی تھی بہترین دن ہیں، اور وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق لے کر آیا ہے۔[20]

ابن سعد نے لکھا ہے کہ حضرت اروٰی نے اسلام قبول کیا تھا اور ہجرت بھی کی تھی۔ زاد المعاد میں ہے کہ بعض نے ان کے اسلام کو صحیح کہا ہے۔ ابن سعد نے یہ بھی لکھا ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے وصال پر نہایت عمدہ اشعار کہے۔ ان کی واحد اولاد حضرت طلیبؓ تھے جو اجنادین یا یرموک کی جنگ میں شہید ہوئے۔[21]

نبی کریم ﷺ کے عمام اور عمات مختلف ماؤں کی اولاد تھے۔ نبی کریم ﷺ کی پھوپھیوں کی اولاد گیارہ مردوں اور تین عورتوں پر مشتمل ہے۔ مردوں میں سے عامر بن بیضاء بن کریز ہیں۔ عاتکہ کے فرزند عبد اللہ اور زبیر ہیں۔ عبد اللہ، عبید اللہ، ابو امیہ حضرت امیمہ سے ہیں۔ عورتوں میں زینب، حمنہ، ام حبیبہ بھی حضرت امیمہ سے تھیں۔ زبیر، سائب اور عبد الکعبہ حضرت صفیہؓ کے فرزند تھے۔ اروٰی کے ایک صاحبزادے حضرت طلیب تھے۔ ان سب نے اسلام قبول کیا اور سوائے عبید اللہ کے سب اسلام پر قائم رہے۔

حضرت ابو طالب کی دو بیٹیاں ام ہانیؓ اور جمانہ تھیں۔ حضرت عباسؓ کی تین بیٹیاں تھیں۔ ام حبیبہ، صفیہ اور امیمہ۔ حضرت زبیر کی دو صاحبزادیاں تھیں جن کے نام ضباعہ اور ام الحکیم تھے۔ حضرت ضباعہ کو آپ ﷺ نے حج استمرار کا حکم دیا تھا۔ یہ حضرت مقداد بن عمرو کی زوجیت میں تھیں۔ دوسری صاحبزادی ام حکیم، ربیعہ بن حارث کی زوجہ تھیں۔ ایمام نبوی ﷺ میں آپ کو اپنے بڑے حقیقی چچا حضرت زبیر بن عبد المطلب سے اسی طرح شدید محبت تھی جس طرح آپ کو اپنے دوسرے حقیقی چچا حضرت ابو طالب سے محبت تھی۔ موخر الذکر کو چونکہ طویل العمری کے سبب رفاقتِ نبوی زیادہ میسر رہی اس لئے ان کی شہرت، محبت و شفقت کا تذکرہ زیادہ ملتا ہے۔ جناب زبیر بعثت کے قریب وفات پا گئے تھے لہذا ان کا ذکر خیر عہد سعادت میں نہیں ملتا۔ ان کی وفات کے بعد نبی

کریم ﷺ نے ان کی اولاد کی کفالت کی ذمہ داری اٹھائی اور اس قرض حسنہ کو ادا کیا جو آپ پر جناب زبیر نے آپ کی کفالت کر کے چڑھایا تھا۔ حضرت ضباعہ بنت زبیر نبی اکرم ﷺ کی بڑی چچازاد بہن تھیں۔ آپ نے ان کی شادی حضرت مقداد بن عمرو حلیف بنو زہرہ سے کر دی تھی جن سے ان کے دو بچے عبد اللہ اور کریمہ پیدا ہوئے۔ رسول اکرم ﷺ نے تاحیات ان کی کفالت اور ان کے بچوں کی نگہداشت فرمائی۔ حضرت ضباعہ کا نبی کریمؐ کی نگاہ میں بلند مقام و مرتبہ تھا۔ آپؐ ان کی بہت عزت و توقیر کیا کرتے تھے۔ وہ آپؐ کے یہاں کھانے کا تحفہ بھیجا کرتی تھیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنی کنیز سدرہ کو کھانے کا ایک پیالہ دے کو آپؐ کی خدمتِ اقدس میں بھیجا۔ اس دن آپؐ ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ کے ہاں تشریف فرما تھے۔ رسول اللہؐ نے سدرہ سے کہا کیا یہ کھانا ضباعہؓ نے بھیجا ہے؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں۔ تو فرمایا اسے رکھ دو۔ سدرہ کہتی ہیں کہ رسول اللہؐ اور اہلِ خانہ نے یہ کھانا سیر ہو کر کھایا اور میں بھی ان کے ساتھ کھانے میں شامل تھی۔[22]

حضرت ام الحکیم بنت زبیر آپ کی دوسری چچازاد بہن تھیں۔ ان کا نکاح بھی آپ نے ہی کیا تھا۔ ان کا رشتہ حضرت ربیعہ بن حارث بن عبد المطلب سے ہوا۔ ان سے متعدد فرزند محمد، عبد اللہ، حارث، عبد شمس، عبد المطلب، امیہ اور ایک دختر اروی الکبریٰ پیدا ہوئیں۔ آپ اپنی عم زاد بہنوں کے گھروں میں باقاعدگی سے تشریف لے جایا کرتے تھے اور پرسش احوال کیا کرتے تھے۔[23]

حضرت ام الحکیم بنت زبیر کا بیان ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ میرے گھر تشریف لائے اور بکری کے شانے کا گوشت تناول فرمایا۔ وہ حضرت ضباعہ کی بہن تھیں اور ان کے گھر میں رسول اللہ ﷺ کا آنا جانا رہتا تھا۔[24]

ابو لہب کی تین بیٹیاں خالدہ، درۃ اور عزہ تھیں۔ درۃ نے مکہ معظمہ میں ہی اسلام قبول کر لیا تھا اور انہوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ اس نے ان حالات میں اسلام قبول کیا اور ہجرت کی جن میں بڑا سے بڑا اجی دار بھی حق و باطل کا فرق ماننے سے منکر تھا۔ انہیں اللہ نے ایمان لانے اور ہجرت کی سعادت عطا کی۔ ان کی شادی نوفل بن حارث بن عبد المطلب سے ہوئی تھی جو غزوہ بدر میں شرک کی حالت میں قتل ہوا۔ اس کے بعد حضرت دحیہ کلبیؓ نے ان سے شادی کی۔ اگرچہ حضرت درۃ نے مدینہ میں صحابیات میں ایک مقام بنا لیا تھا لیکن اس کے باوجود بعض خواتین انہیں شک کی نگاہ سے دیکھتیں کہ وہ ابو لہب کی بیٹی ہیں۔ جس سے یہ دل گرفتہ ہو جاتیں۔ انہوں نے رسول اکرمؐ کے سامنے یہ معاملہ بیان کیا تو آپؐ نے انہیں بیٹھ جانے کا کہا۔ پھر ظہر کی نماز پڑھائی اور منبر پر تشریف فرما ہو کر ارشاد فرمایا:

ایھا الناس مالی اوذی فی اھلی؟ فو اللہ ان شفاعتی تنال قرابتی حتی ان صدا و حکماً لتنالھا یوم القیامہ

لوگو کیا بات ہے کہ مجھے میرے خاندان کے حوالے سے تکلیف دی جاتی ہے۔ اللہ کی قسم میری شفاعت میرے قرابت داروں کو پہنچے گی، یہاں تک صدا اور حکم قبیلے قیامت کے دن میری شفاعت کے مستحق ہوں گے۔[25]

حضرت درۃؓ نبی کریمؐ کے گھر سے زیادہ دور نہیں رہتی تھیں۔ وہ اکثر ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کے پاس آیا کرتی تھیں۔ ایسے ہی ایک موقع کا وہ اس طرح بیان کرتی ہیں۔ کہ میں حضرت عائشہؓ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی کہ نبی کریمؐ تشریف لائے اور فرمایا، پانی لاؤ۔ میں اور عائشہؓ آفتابہ پکڑنے کو بڑھیں لیکن میں نے پہلے پکڑ لیا۔ آپؐ نے وضوء کیا اور پھر میری طرف دیکھتے ہوئے فرمایا کہ آپ اور میں دونوں ایک ہی خاندان سے ہیں۔[26]

خالدہ کی ماں کا ام جمیل تھا۔ ان کے ساتھ اوفی بن حکیم نے نکاح کیا تھا۔ حضرت حمزہؓ کی ایک بیٹی امامہ تھیں۔ امام واقدی نے انہیں عمارہ لکھا ہے۔ خطیب بغدادی نے لکھا ہے کہ اس قول میں واقدی منفرد ہیں کہ عمارہ نام سے حضرت حمزہ کی کوئی بیٹی نہیں تھیں۔ عیون الاثر میں ہے: حضرت حمزہؓ کی ایک اور بیٹی بھی تھیں جنہیں ام الفضل کہا جاتا تھا۔ ایک بیٹی فاطمہ بھی تھیں۔ بعض لوگ ام الفضل اور فاطمہ کو ایک ہی شمار کرتے ہیں۔ روایات میں ہے کہ یہی فاطمہ ان فواطم میں سے ایک ہیں جن کے متعلق حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس وقت فرمایا تھا جب انہیں استبرق کا حلہ پیش کیا گیا تھا کہ انہیں فواطم کے لئے دوپٹے بنا دو۔ ایک فاطمہ بنت اسد کے لئے، ایک خاتونِ جنت فاطمہ بنت محمد کے لئے، ایک فاطمہ بنت حمزہ کے لئے اور ایک فاطمہ بنت عتبہ کے لئے۔

عمرۃ القضاء کے موقع پر یہ مسئلہ درپیش ہوا کہ حضرت حمزہؓ کی صاحبزادی امامہؓ یا عمارہ جو کم عمر بچی تھیں، نبی کریم ﷺ سے آکر چمٹ گئیں اور ساتھ مدینہ جانے کی خواہش کا اظہار کیا۔ ان کی والدہ حضرت سلمیٰ دوسری شادی کر چکی تھی۔ ان کی کفالت کے حضرات علیؓ، جعفرؓ اور زیدؓ نے آپ ﷺ کی خدمت میں اپنا دعویٰ پیش کیا۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ یہ میری عم زاد ہیں، اس لئے کفالت کا حق میرا ہے۔ ان کے بھائی حضرت جعفرؓ نے کہا: یہ میری عم زاد بھی ہیں اور ان کی خالہ میری اہلیہ ہیں۔ حضرت امامہؓ زینب بنت عمیس کی صاحبزادی تھیں جن کی بہن اسماء بنت عمیس حضرت جعفرؓ کی زوجہ محترمہ تھیں۔ حضرت زیدؓ نے کہا کہ یہ میرے دینی بھائی کی بیٹی ہیں اس لئے بطور چچا میرا حق مقدم ہے۔ رسول اللہ ﷺ خود نہ صرف ان کے ابن عم بلکہ رشتہ رضاعت کی وجہ سے ان کے والد کا درجہ بھی رکھتے تھے۔ لیکن آپ ﷺ نے ان کی خالہ کی حق میں فیصلہ دیا اور فرمایا کہ خالہ ماں کی قائم مقام ہوتی ہے۔ بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ یہ قریش کی سب سے زیادہ صاحبِ جمال خاتون تھیں۔[27]

نبی کریم ﷺ کی عم حارث بن عبد المطلب کی بھی دو بیٹیاں تھیں۔ ہند بنت ربیعہ، ایک قول کے مطابق ان کا نام اسماء تھا۔ وہ نبی کریم ﷺ کے حیات مبارکہ میں پیدا ہوئیں۔ ان کا نکاح حبان بن منقد کے ساتھ ہوا جن سے ان کے ہاں واسع بن حبان اور یحیٰ بن حبان پیدا ہوئے۔ دوسری صاحبزادی اروٰی بنت حارث تھیں۔ ان کا تذکرہ ابن قتیبہ اور ابو سعد نے کیا ہے۔ ان سے نکاح ابو وداعہ بن صبرہ السہمی نے کیا۔ ان کے ہاں مطلب اور ابو سفیان بن ابی وداعہ پیدا ہوئے تھے۔

نبی کریم ﷺ کی عمام کی بنات میں سے جن شخصیات کو آپ کی محبت، شفقت، عنایات اور صحبت کا حصہ وافر نصیب ہوا۔ ان خوش بخت میں سے ایک نام حضرت ام ہانیؓ کا بھی ہے۔ نبی کریم ﷺ ان کے گھر ایک ماہ میں ایک بار ضرور تشریف لے جایا کرتے تھے۔ اگرچہ وہ پورے مکی عہد میں اپنے پرانے دین پر قائم رہیں اور فتح مکہ کے دن اسلام قبول کیا لیکن کفر و شرک پر قیام نے صلہ رحمی اور رشتہ قرابت کو کاٹا تھا نہ ملاقات و زیارت کا راستہ بند کیا تھا۔ آپ کا نام فاختہ بنت ابو طالب تھا لیکن اپنی کنیت ام ہانیؓ سے مشہور ہوئیں۔ آپ نبی کریم ﷺ کی چچازاد بہن اور سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی سگی بہن ہیں۔[28]

ظہورِ اسلام سے قبل ہی آپ کی شادی ہُبیرہ بن ابو وہب مخزومی سے ہوئی۔ ہُبیرہ اپنے کفر پر اڑا رہا اور مسلمان نہیں ہوا۔ اس لئے میاں بیوی میں جدائی ہو گئی۔[29]

حضرت ام ہانیؓ نبی کریم ﷺ سے بہت محبت اور عقیدت رکھی تھیں۔ ایک بار آپ ﷺ ان کے گھر تشریف لائے، شربت نوش فرمایا اور اس کے بعد آپ کو دے دیا۔ آپ اس وقت روزے سے تھیں مگر واپس کرنا پسند نہ کیا اور پی لیا۔ پینے کے بعد عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں روزے سے ہوں مگر میں نے آپ کو چھوڑا ہوا شربت پی لیا ہے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: اگر روزہ رمضان کی قضا کا ہے تو کسی اور دن رکھ لینا اور اگر محض نفل ہے تو اس کی قضا کرنے یا نہ کرنے کا تمہیں اختیار ہے۔[30]

نبی کریم ﷺ حضرت ام ہانیؓ کا بہت خیال رکھا کرتے تھے اور ان کا بہت پاس و لحاظ کرتے تھے۔ فتح مکہ کے موقع پر حارث بن ہشام مخزومی اور زہیر بن امیہ مخزومی نے حضرت ام ہانیؓ کے گھر میں پناہ حاصل کی۔ یہ دونوں واجب القتل لوگوں میں سے تھے۔ جب حضرت علیؓ کو اس امر کی خبر ہوئی کہ یہ دونوں ام ہانیؓ کے گھر میں پناہ گزین ہیں تو وہ فوراً وہاں پہنچے اور انہیں قتل کرنا چاہا۔ حضرت ام ہانیؓ نے اپنے بھائی سے کہا: انہوں نے میرے ہاں پناہ لی ہے، اس لئے میں ان کو ہر گز قتل نہیں ہونے دوں گی۔ پھر آپ ان دونوں کو لے کر بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں نے ان دونوں کو پناہ دی ہے مگر حضرت علیؓ ان کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔ اس پر

آپ ﷺ نے فرمایا: جس کو تم نے پناہ یا امان دی، اسے ہم نے بھی امان دی۔[31]

واقعہ معراج کے موقع پر جب حضرت جبریل علیہ السلام آپ ﷺ کو لینے کے لئے آئے، اس وقت آپ حضرت ام ہانیؓ کے ہاں محو استراحت تھے۔ جب معراج کا واقعہ آپ ﷺ نے حضرت ام ہانیؓ کو سنایا تو انہوں نے بے ساختہ آپ کی چادر مبارک کو تھام کر عرض کیا: آپ یہ بات قریش کے سامنے نہ کریں، وہ آپ کی تکذیب کریں گے۔ بطور بہن ان کے دل کو گوارا نہیں ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی بات کو جھٹلایا جائے اور استہزاء کا رویہ اختیار کیا جائے۔ نبی کریم ﷺ جب ان سے چادر چھڑا کر باہر تشریف لے گئے تو انہوں نے اپنی خادمہ کو کہا: آقائے نامدار کے پیچھے جاؤ اور غور سے سنو کہ آپ لوگوں سے کیا فرما رہے ہیں۔[32]

حضرت عمرو بن مرہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارے سامنے سوائے حضرت ام ہانیؓ کے کسی نے یہ بیان نہیں کیا کہ اس نے حضور اکرم ﷺ کو چاشت کے وقت نماز پڑھتے دیکھا ہو۔ حضرت ام ہانیؓ سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے دن حضور ﷺ ان کے گھر تشریف لائے۔ غسل فرمایا اور آٹھ رکعت نماز ادا کی۔ حضرت ام ہانیؓ کہتی ہیں کہ میں نے کبھی نبی کریم ﷺ کو اس طرح جلدی نماز پڑھتے نہیں دیکھا، البتہ آپ رکوع و سجود با قاعدہ ادا فرماتے تھے۔[33]

ایک بار ام ہانیؓ نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں بوڑھی اور کمزور ہو گئی ہوں۔ مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے جسے میں بیٹھ کر کرتی رہوں۔ سرور کائنات ﷺ نے انہیں مختلف وظائف بتا دیئے۔[34]

حضرت ام ہانیؓ نے نبی کریم ﷺ سے چھیالیس احادیث روایت کی ہیں جو صحاح ستہ اور دیگر کتب میں مذکور ہیں۔[35]

کتب سیر میں آپ کا سن وفات تو نہیں ملتا، البتہ روایات سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کی وفات حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد حضرت امیر معاویہ کے دورِ حکومت میں ہوئی۔[36]

حضرت ابو طالب کی دوسری صاحبزادی کا نام جمانہ بنت ابو طالب تھا۔ ان کی والدہ حضرت فاطمہ بنت اسد تھیں۔ ان کی شادی ابو سفیان بن حارث بن عبد المطلب سے ہوئی اور آپ کے بطن سے جعفر بن ابو سفیان تولد ہوئے۔ نبی کریم ﷺ نے غزوہ خیبر کے دن حضرت جمانہ کو تیس وسق عطا فرمائے۔[37]

نبی کریم ﷺ کی والدہ آمنہ بنت وہب اپنی والدہ برۃ بنت عبد العزیٰ کے بطن سے اکلوتی بیٹی ہیں۔ کیونکہ برۃ بنت عبد العزیٰ کی حضرت آمنہؓ کے علاوہ کسی اور اولاد کا تذکرہ کتب سیرت وغیرہ میں نہیں ملتا۔ دلائل النبوۃ للبیہقی میں ہے:

عن الزهری، قال: ام رسول اللهﷺ التی ولدته: آمنه بنت وهب بن عبد مناف بن زهرة بن کلاب، وامها بزة بنت عبد العزیٰ بن عثمان بن عبدالدار بن قصی بن کلاب بن مرة۔ [38]

لہٰذاان اعتبار سے نبی کریم صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے حقیقی ماموں اور خالائیں نہ تھیں۔ البتہ بی بی آمنہؓ کے والد وہب بن عبد مناف کی ایک دوسری بیوی ضعیفہ بنت ہاشم تھیں جن سے ان کی اولادیں تھیں۔ قبیلہ بنو زہرہ کے لوگ حضرت آمنہؓ سے اپنی خاندانی تعلق ورشتہ داری کی بنیاد پر کہا کرتے تھے کہ وہ رسول اللہ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے ننھیالی رشتے دار یعنی ماموں اور ممانیاں ہیں۔ اس نسبت سے وہ اعزاز حاصل کیا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خود بھی بنو زہرہ کو اپنے ننھیال کے طور پر متعارف کرایا کرتے تھے۔ مشہور صحابی حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا تعلق بنو زہرہ سے تھا اور وہ حضرت آمنہؓ کے چچا وہیب کے بیٹے مالک کے صاحبزادے تھے۔ ان کے بارے میں آپ نے فرمایا: یہ سعد میرے ماموں ہیں، کسی کا ماموں ان جیسا ہو تو مجھے دکھائے۔

عن جابر بن عبداللهؓقال: اقبل سعد، فقال النبیﷺ : هذا خالی، فلیرنی امرؤ خاله۔ [39]

جیسے بعض مردوں کو اس قبیلہ کی تعلق کی بنیاد پر حضور صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے ماموں قرار دیا گیا۔ اسی طرح اس قبیلہ کی بعض خواتین کو بھی آپ کی خالاؤں کے طور پر متعارف کرایا گیا ہے۔ علماء کرام نے صراحت کے ساتھ بنو زہرہ کی تین خواتین کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ نبی اکرم صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی خالائیں ہیں۔ فاختہ بنت عمرو الزہریۃ، فریعہ بنت وہب الزہریۃ، ہالہ بنت وہب۔

ابن حبانؒ اور بیہقی لکھتے ہیں؛

وقد كان مع رسول اللهﷺ مولى لخالته فاختة بنت عمرو بن عائذ يقال له: ماتع، مخنث۔

اور تحقیق اللہ کے رسول صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے ساتھ آپؐ کی خالہ فاختہ بنت عمرو بن عائذ کے غلام تھے اور ان کے بارے میں کہا گیا: لمبے قد والے ہیجڑے۔ [40]

ابن اثیرؒ اور حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں:

فاختة بنت عمرو الزهرية خالة النبیﷺ۔ عن جابر بن عبداللهؓقال: سمعت رسول اللهﷺ يقول: وهبت خالتی فاختہه بنت عمرو غلاما، وامرتها ان لا جعله جازرا ولا سائغا ولا حجاما۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ میں نے اپنی خالہ فاختہ بنت عمرو کو ایک غلام تحفے میں دیا اور اسے تلقین کی کہ اسے نہ قصائی، نہ سنار اور نہ ہی حجام بنائے۔ [41]

اسی طرح فریعہ بنت وہب کے آپ کی خالہ ہونے کے متعلق بھی روایات ملتی ہیں۔ ابن حبان اور ابن اثیر کے مطابق:

الفريعة بنت وهب الزہرية رفعها النبیﷺ بيده و قال من اراد ان ينظر الى خالة رسول اللهﷺ فلينظر الى هذه۔

فریعہ بنت وھب زہریہ کی طرف نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور فرمایا: جو اللہ کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی خالہ کو دیکھنا چاہے، پس اسے چاہئے کہ ان کی طرف دیکھے۔[42]

ہالہ حضرت آمنہ بنت وہبؓ کی چچازاد بہن تھیں، اس اعتبار سے حضرت حمزہؓ نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے خالہ زاد بھائی بھی ہیں۔ الاصابہ میں ہے:

صفيه بنت عبد المطلب بن ہاشم القرشية الهاشمية عمة رسول اللهﷺ ووالدة الزبير بن العوام احد العشرة وهي شقيقة حمزة امها حالة بنت وهب خالة رسول اللهﷺ۔

رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی پھوپھی حضرت صفیہؓ جو زبیر بن العوام کی والدہ تھیں جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور وہ (حضرت صفیہؓ) حضرت حمزہؓ کی حقیقی بہن تھیں، ان کی والدہ ہالہ بنت وھب رسول اللہؐ کی خالہ تھیں۔[43]

خلاصہ کلام:

روایات سے اگرچہ ثابت ہوتا ہے کہ آپؐ کی والدہ محترمہ سیدہ آمنہؓ اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھیں اور ان کے کوئی حقیقی بہن بھائی نہ تھے۔ لیکن ان کے والد کی دوسری بیویوں سے یا ان کے چچاؤں، خالاؤں کی اولادوں کو محسنِ انسانیتؐ نے اپنے رشتوں کے برابر عزت و محبت دی اور ان کا ہمیشہ خیال رکھا۔ اسی طرح اپنی دودھیالی رشتہ دار خواتین سے بھی آپؐ نے الفت و محبت کا تعلق رکھا۔ ان محترم رشتوں کے اسلام قبول کرنے سے قبل اور بعد میں ان کے ساتھ صلہ رحمی کا معاملہ فرمایا۔ ہر رشتے کو ان کا جائز حق، مقام اور عزت دے کر آپؐ نے اپنی امت کے لئے روشن اسوہ حسنہ چھوڑا۔ خواتین کے ساتھ بطورِ خاص حسنِ سلوک، ان کی ملاقات کو جانا، ان کے جذبات و احساسات کا پاس رکھنا، ان کی تعریف و تحسین کرنا ایسے معاشرے میں بہت ضروری تھا جہاں خواتین کو ان کا جائز مقام نہیں دیا جاتا تھا اور بعد میں آنے والوں کے لئے بھی مثال قائم کرنا تھا کہ آپؐ کے امتی اپنے ساتھ ہر رشتے میں وابستہ خواتین کا خصوصی خیال رکھیں اور انہیں ان کے حقوق سے محروم نہ کریں۔

- نبی کریمؐ کو اپنے تمام چچاؤں، پھوپھیوں کی طرف سے بے تحاشا محبت نصیب ہوئی، کیونکہ آپؐ ان کے لاڈلے چھوٹے بھائی کے صاحبزادے تھے جو انہیں بہت عزیز تھے۔ آپؐ کے کم عمری میں والدین سے محروم ہو جانے کے سبب بھی وہ آپؐ سے بہت محبت رکھتے تھے۔
- آپؐ نے بھی تمام عمر ان کی محبت کو یاد رکھا۔ نبوت سے قبل اور بعد میں بھی آپؐ باقاعدگی سے اپنے چچاؤں اور پھوپھیوں کے گھروں میں تشریف لے جایا کرتے تھے۔

- آپؐ کے جو چچا یا پھوپھیاں ایمان لائے اور جو ایمان کی سعادت نہیں پا سکے، اس کے باوجود آپؐ نے ان کے ساتھ تعلق میں کوئی فرق روا نہ رکھا۔
- اپنے چچاؤں کی وفات کے بعد ان کی صاحبزادیوں کی کفالت کا فریضہ ادا فرمایا۔ ان کی شادیاں کیں اور ان کے گھروں میں جا کر ان کے حالات سے آگاہ رہا کرتے تھے۔
- آپؐ کے چچا ابولہب نے اسلام دشمنی کی انتہا کر دی تھی۔ اس کے باوجود آپؐ اس کے بعد اس کی بیٹیوں کی نگہداشت فرماتے رہے۔
- اپنے پھوپھی زاد اور چچازاد بہن بھائیوں کے ساتھ ہمیشہ خصوصی محبت و عزت کا تعلق رکھا۔
- آپؐ کی والدہ سیدہ آمنہؓ اگرچہ اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھیں، اس کے باوجود آپؐ نے ان کے چچا کی اولادوں اور دیگر قریبی رشتہ داروں سے ننھیال والا تعلق رکھا اور ان کے بارے میں محبت کے جذبات کا بارہا اظہار فرمایا۔

حواشی

1 الشامی، سبل الھدیٰ والرشاد، ۱۱/ ۸۲

2 السھیلی، عبد الرحمٰن بن عبد اللہ، ابو القاسم، الروض الانف فی شرح السیرۃ النبویۃ، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۲۱ھ، ۳/ ۵۸

3 الشامی، سبل الھدیٰ والرشاد، ۱۱/ ۸۸

4 بلاذری، انساب الاشراف، ۱/ ۱۱۸؛ ابن اثیر، اسد الغابہ، ۸/ ۴۱

5 ابن حجر، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ۴/ ۱۸۷۳

6 ابن حجر عسقلانی، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ۴/ ۱۸۷۳

7 سعید احمد سعیدی، ڈاکٹر، خاندان نبوت ﷺ، صبح نور پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۲۱ء، ص:۱۰۴)۷

8 ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۸/ ۴۱؛ ابن اثیر، اسد الغابہ، ۷/ ۱۷۱

9 ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۸/ ۴۱؛ ابن حجر عسقلانی، الاصابہ فی تمییز الصحابہ، ۷/ ۴۴۷

10 شہاب الدین الزرقانی، محمد بن عبد الباقی، شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۷ھ، ۴/ ۴۹۰

11 ابن اثیر، اسد الغابہ، ۷/ ۱۷۷

12 ابن اثیر، اسد الغابہ، ۷/ ۱۷۱

13 الزرکلی، خیر الدین، الاعلام، دار العلم للملایین، بیروت، ۱۴۱۴ھ، ۳/ ۲۵۴

14 محمد الصویانی، السیرۃ النبویۃ کما جاءت فی الاحادیث الصحیحۃ، مکتبہ العبیکان، الریاض، ۲/ ۵۴

15 محب الدین الطبری، خلاصہ سیر سید البشر، مکتبہ نزاز مصطفیٰ الباز، مکہ مکرمہ، ص:۱۴۷

16 ابن عبد البر، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ۴/ ۱۷۸۰

17 ابن اثیر، الاصابہ، ۴/ ۲۲۲

18 ابن اثیر، اسد الغابہ، ۵/ ۲۹۱

19 ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۸/ ۳۷

20 الحاکم، المستدرک، ۴/ ۵۲

21 الزرکلی، الاعلام، ۳/ ۲۴۲

22 ابن سید الناس، عیون الاثر فی فنون المغازی والسیر، ۲/ ۳۰۸

23 بخاری، الصحیح، کتاب النکاح، باب الاکفاء فی الدین، رقم الحدیث: ۴۷۹۴؛ مسلم بن حجاج، الصحیح، کتاب الحج، باب جواز اشتراط المحرم، ـ رقم الحدیث: ۲۵۱۵

24 ابن اثیر، اسد الغابہ، ۵/ ۵۷۸

25 ابن اثیر، اسد الغابہ، ۵/ ۴۵۰؛ ابن حجر، الاصابہ، ۴/ ۲۹۰

26 الشوکانی، در الصحابہ، ص:۵۴۳

27 بخاری، الصحیح، کتاب الصلح، باب کیف یکتب ھذا، رقم الحدیث:۲۵۵۲؛ابن سعد، الطبقات الکبریٰ،۸/۲۸۵

28 القرطبی، یوسف بن عبد اللہ، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب،۴/۱۸۸۹

29 ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی، الاصابہ فی تمییز الصحابہ،۸/۴۸۵

30 احمد بن حنبل، امام، المسند، رقم الحدیث:۲۶۹۱۰

31 احمد بن حنبل، امام، المسند، رقم:۲۶۹۰۷

32 السہیلی، الروض الانف فی شرح السیرۃ النبویۃ،۳/۲۶۷

33 بخاری، الصحیح، کتاب الصلوۃ، باب صلوٰۃ الضحیٰ، رقم الحدیث:۱۱۷۶

34 احمد بن حنبل، امام، المسند، رقم:۲۶۹۱۱

35 ابن حجر عسقلانی، الاصابہ فی تمییز الصحابہ،۸/۴۸۶

36 حوالہ بالا

37 ابن سعد، الطبقات الکبریٰ،۸/۳۹

38 بیہقی، دلائل النبوۃ،۱/۱۸۳

39 ترمذی، سنن الترمذی، باب مناقب سعد بن ابی وقاصؓ، رقم الحدیث:۳۷۵۲

40 ابن حبان، السیرۃ النبویۃ واخبار الخلفاء، الکتب الثقافیۃ، بیروت،۱۴۳۱ھ،۱/۳۵۴؛ بیہقی، دلائل النبوۃ،۵/۱۶۰

41 ابن اثیر، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ،۷/۲۰۹، رقم:۷۱۶۶؛ابن حجر عسقلانی، الاصابہ فی تمییز الصحابہ،۸/۴۷

42 ابن حبان، الثقات،،۳/۳۳۷؛ابن اثیر، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ،۷/۲۳۰؛ابن حجر عسقلانی، الاصابۃ فی تمییز الصحابہ،۸/۷۴

43 ابن حجر عسقلانی، الاصابہ فی تمییز الصحابہ،۷/۴۳۷